سیاسیات کشمیر

(زیر تکمیل کتاب اقبال اور کشمیر کا ایک غیر مطبوعہ باب)

(جگن ناتھ آزاد)

کشمیر اور اہل کشمیر کی محبت اقبال کے رگ و پے میں اس طرح سرایت کر گئی تھی کہ ان کی نجی محفلیں بھی حُبِ کشمیر کے ذکر سے خالی نہیں رہتی تھیں۔ ایسی ہی ایک محفل کا ذکر سعادت علی خاں نے "ملفوظات اقبال" میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔ "میرے کمرے میں داخل ہونے پر اس غیر فانی تبسم سے جس پر ہزار الفاظ قربان ہوں۔ مجھے اپنے پاس کی ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سلسلہ گفتگو کشمیر سے متعلق تھا۔ کشمیر میں آزادی کی روح صدیوں کے تشدد و جبر کے بعد اپنا سر ابھار رہی تھی۔ ریاست اسے ہر طریق سے دبانا چاہتی تھی۔ لیکن علامہ مرحوم فرما رہے تھے کہ یہ ناممکن ہے۔ یہ روح کی چنگاری ہے شعلہ بن کر رہے گی۔

محفل میں سے ایک صاحب نے کشمیریوں کی غریبی اور جہالت کا ذکر کیا۔

"مرحوم مسکرا دیئے۔ غریبی اور جہالت قوت ایمان و حریت کی راہ میں نہ کبھی سد راہ ہو سکے ہیں اور نہ ہوں گے۔ ہم تو امی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہیں۔ مسلمان کے لئے غریبی اور جہالت کی آڑ لینا اس کی روحانی کمزوری کی پکی دلیل ہے۔

"ان الفاظ نے سامعین پر ایک رقت سی طاری کر دی۔ علامہ مرحوم نے غالباً اس کا احساس کرتے ہوئے بات کا رخ پلٹ دیا۔ فرمانے لگے۔ میں

میں تو نہیں ہوتا ہوتا رہ گیا۔ حالات نے جاوید نامہ" کی طباعت اور اشاعت میں تاخیر کردی ورنہ کشمیر کے اس ہیجان کو تو میں مدت سے دیکھ رہا تھا۔

اب میری طرف رجوع کیا۔ میں نے "اخلاقی تعلیم" کی کاپی پیش کردی۔ میں علم النفس کا طالب علم ہوں اعلیٰ ترین شخصیت جس طرح پر اپنی توجہ کسی نقطۂ خاص پر مبذول کرسکتی ہے اس کی صلاحیت عام آدمیوں میں بالعموم نہیں ہوتی۔ جونہی علامہ مرحوم نے اخلاقی تعلیم" کے ورق الٹنے شروع کئے۔ میں خوش ہوا کہ اس بات کے عملی تجربے کا موقع ہاتھ آگیا۔ کوئی دس پندرہ منٹ تک پمفلٹ کے پینتیس چالیس صفحوں پر سرسری نظر ڈالتے رہے۔ لیکن اس عرصہ میں وہ گویا ہم میں وہاں موجود ہی نہ تھے۔ کئی ایک حضرات نے کشمیر کے متعلق چند ایک سوالات بھی کئے لیکن علامہ مرحوم نے ایک حرف تک بھی نہ سُنا۔

اب مجھے معلوم ہوا کہ ایک طرف کشمیر کے ایک مذہبی تعلیم یافتہ نوجوان بھی بیٹھے ہیں اور علامہ مرحوم کی خدمت میں مالی امداد حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

"انھیں مخاطب کرکے فرمایا:- تمہارا اس وقت پنجاب میں ہونا اگر درد ناک نہیں تو تعجب انگیز ضرور ہے۔ تم بیکاری کا رونا رو رہے ہو اور تمہارے ہم وطن اپنی آزادی اور حقوق کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ غریبی اور بھوک کی شکایت کرتے ہو۔ اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ۔ آزادی کی راہ میں کود پڑو۔ اگر قید ہو جاؤ گے تو کھانے کو تو ضرور مل ہی جائے گا۔ اور اس گداگری سے بچ جاؤ گے۔ اگر مارے گئے تو مفت میں شہادت پاؤ گے۔ اور کیا چاہتے ہو؟ اگر قرآن نے تمہیں یہ بھی نہیں سکھایا تو تم اور سیکھے کیا ہو؟ اگر کشمیر جانا ہو تو کرایہ کے پیسے میں دے دیتا ہوں۔

دراصل اقبال اور سیاست کشمیر کے موضوع پر مفصل بحث آئندہ صفحات میں ہوگی جس میں شاید میں اپنا یہ نکتہ بھی قدرے وضاحت سے بیان کرسکوں کہ کشمیر کے ساتھ اقبال کا تعلق بنیادی طور پر ایک روحانی تعلق تھا۔ یہاں میں صرف ان چند مختصرات پر اکتفا کرنا چاہتا ہوں جن کی سیاسیات کشمیر کی تفصیلی بحث میں شاید ضرورت پیش نہ آئے۔ اور چونکہ تفصیلی بحث میں ان مختصرات کے نظرانداز ہوجانے کا اندیشہ ہے اس لئے انھیں اسی تمہیدی باب میں محفوظ کرلینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اقبال ۱۰ر جولائی ۱۹۳۱ء کو غلام رسول مہر کے نام مسلم آؤٹ لک اور مغل پورہ کالج انکوائری کمیٹی کے بارے میں ایک خط لکھتے ہیں جس کے آخر میں ایک فقرہ ہے، "شاید ۲۱ر کو بھوپال جاسکیں گے"۔ سیاسیات کشمیر کے تعلق سے یہ ایک معنی خیز جملہ ہے۔ بشیر احمد ڈار کے الفاظ میں "۱۹۳۱ء میں آزادیٔ کشمیر کی تحریک پہلی دفعہ منظم ہوکر عوامی تحریک بنی تھی۔ مہاراجہ ہری سنگھ والیٔ کشمیر نے نواب بھوپال کی وساطت سے کوشش کی کہ کوئی سمجھوتہ ہوجائے اس غرض کے لئے نواب بھوپال نے اقبال کو بھوپال بلایا اور ایک مرتبہ دہلی بلایا۔ لیکن بدقسمتی سے یہ گفتگوئے مصالحت کامیاب نہ ہوسکی"۔ اس کے بعد ۲۲ر جولائی کو شملے سے انھیں لکھتے ہیں: مجھ کو بھی شعیب صاحب کا تار آیا تھا جس کا جواب میں نے ان کو دے دیا تھا۔ انشا اللہ ۲۷ر تک لاہور پہنچ جاؤنگا وہاں سے ان کو تار دے دوں گا۔ ۲۶ر کو یہاں کشمیر کے معاملات کے متعلق مشورت ہوگی۔ لاہور سے انشا اللہ بھوپال چلیں گے۔

اسی موضوع پر اقبال نے مہر صاحب کے نام ۱۶ر اگست ۱۹۳۱ء کو ایک اور خط لکھا جس میں آپ لکھتے ہیں:- آپ کے اخبار میں یہ شائع ہوا ہے کہ جموں کے

حوادث کے متعلق جو پرسوں رونما ہوئے۔ تمام فوٹو لیے گئے ہیں اس کے علاوہ سری نگر میں جو آتش باری ہوئی۔ اس کے فوٹو بھی میں نے سنا ہے موجود ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنے کسی دوست یا نامہ نگار کی معرفت تمام مذکورہ بالا فوٹو حاصل کریں گے۔ یہ کام بڑا ضروری اور مفید ہے۔ اس کے لئے فوراً کوشش شروع کیجئے اور میرے انگلستان روانہ ہونے سے پہلے سب کو حاصل کر لیجئے۔

آتش بازی کے فوٹوؤں کی تشریح کرتے ہوئے بشیر احمد ڈار انوار اقبال میں لکھتے ہیں :۔

"دسمبر ۱۹۳۰ء میں کل ہند کشمیر مسلم کانفرنس کا ایک اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں حکومتِ کشمیر کے نظم و نسق اور مسلمانوں کی حق تلفی کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ تھوڑی مدت کے بعد کشمیر میں دو واقعات رونما ہوئے جنھوں نے کشمیر میں آگ لگا دی۔

"پہلا واقعہ تو یہ تھا کہ ایک ہندو سب انسپکٹر نے ایک مسجد کے امام صاحب کو خطبہ پڑھنے سے روک دیا جس پر مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ جموں سنٹرل جیل میں ایک ہندو سپاہی نے قرآن مجید کی بے حرمتی کی۔ اس پر ایک شخص عبدالعزیز نے اشتعال انگیز تقریر کی۔ پولیس نے عبدالعزیز کو قید کر کے عدالت میں پیش کیا۔ مقدمہ کی سماعت کے موقع پر مسلمانوں کا ایک کثیر ہجوم عدالت کے باہر جمع ہو گیا۔ پولیس نے انھیں منتشر کرنے کے لیے فائرنگ کی جس سے بے شمار آدمی ہلاک ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا ہے۔ اقبال کے خط میں انہی واقعات کی تصویروں کا ذکر ہے لیکن ان واقعات کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا۔

اس ضمن میں آپ نے ۸ جون ۱۹۳۳ء کو ایک خط پروفیسر علم الدین سالک کے نام لکھا جس میں آپ لکھتے ہیں "وہ مسودہ ابھی تک نہیں آیا میں اس کا منتظر ہوں

تاکہ ڈیپوٹیشن جانے سے پہلے اس کی اشاعت ہو جائے۔

مرزا یعقوب بیگ لاہور کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے اور جماعت احمدیہ کے سرگرم کارکن تھے۔ ان کے نام اقبال ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کو لکھتے ہیں:۔ آپ کا دستی خط ابھی ملا ہے اس وقت تک مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ ہاں اخباروں میں ضرور دیکھا تھا کہ آپ کا کوئی جلسہ اوورنیگ ہوٹل میں ہوا ہے۔ آپ کے خط کے ساتھ مہر صاحب کا ایک خط ملا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۶ ستمبر سے پہلے جواب دیا جائے۔ افسوس ہے کہ میں ان کے خط کا جواب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں ان کا خط پیش کرنے کے بغیر عرض نہیں کر سکتا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا اجلاس ۱۶ ستمبر تک ممکن نہیں کیونکہ بہت سے ممبران لاہور سے باہر گئے ہیں۔ دونوں سیکرٹری بھی باہر گئے ہیں۔ رحیم بخش صاحب بھی یہاں نہیں ہیں۔ میں اپنی ذمہ داری پر کوئی جواب لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں ذاتی رائے رکھتا ہوں جس کے بیان کرنے کا موقع ابھی نہیں آیا۔ والسلام ..... مہربانی کرکے یہ خط مہر صاحب تک پہنچا دیں کہ ان کے خط کا جواب بھی یہی ہے جو ادھر مانگو رہلوا[1]

نواب بہادر یار جنگ مرحوم کو لکھتے ہیں۔

لاہور

۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

مخدومی جناب نواب صاحب۔ السلام علیکم

مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے آپ سے درخواست کرنے کے لئے یہ عریضہ لکھتا

---

[1] ۱۹۳۱ء کے آخری مہینوں میں کشمیر میں فسادات کا ایک بے پناہ سلسلہ شروع ہوا۔ مجلس احرار نے عملی مظاہرے شروع کئے۔ دوسری طرف ایک علیحدہ کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد آئینی ذرائع سے مسلمانان کشمیر کی مدافعت تھی۔ اس سلسلے میں اس کمیٹی نے مسلمان سیاسی قیدیوں کی قانونی مدد کے لئے وکلاء کو کشمیر بھیجنا شروع کیا۔ اس کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین محمود تھے۔

کشمیر کمیٹی کے اکثر اجلاس اوورنگ ہوٹل میں ہوتے تھے جو مال روڈ پر واقع تھا۔ یہاں آج کل پی۔ آئی۔ اے۔ کا دفتر ہے۔ (بقیہ صفحہ ۳۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

ہوں۔ اس وقت حکومت کی طرف سے ان پر متعدد مقدمات چل رہے ہیں۔ جن کے اخراجات کی وجہ سے فنڈ کی نہایت ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے یہ مشکل حل ہو جائے گی۔ اس سے پہلے ایک خط مجھے ایک بزرگ محمد اعظم نامی نصیر والا ن آباد کی طرف سے آیا تھا۔ انھوں نے خود بھی چندہ کر کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اور مجھے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ کی توجہ اس طرف کراؤں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مسلمانان کشمیر کو امداد کا مستحق تصور کرتے ہیں۔ یہ طباع اور ذہین قوم ایک مدت سے استبداد و ظلم کا شکار ہے اس وقت مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ ان کی موجودہ مشکلات میں ان کی مدد کی جائے۔

زیادہ کیا عرض کروں۔ امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ یہ خط خلیفہ عبدالحکیم صاحب پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی کی معرفت آپ تک پہنچتا ہوں مجھے آپ کا ایڈریس معلوم نہ تھا اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ میرا خط کسی اور طرف نہ چلا جائے۔ والسلام مخلص

محمد اقبال

تحریک آزادی کشمیر جب اپنے جوبن پر آئی تو اس کی باگ ڈور میر واعظ مولانا ہمدانی اور شیخ محمد عبداللہ کے ہاتھ میں تھی۔ غالباً ان دو رہنماؤں کے زیر اہتمام کشمیر میں مسلم کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ ہوا۔ شیخ نے اقبال کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ اقبال بوجوہ اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن انھوں نے ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۳۳ء کو شیخ صاحب کے نام مندرجہ ذیل خط لکھ کر انھیں گراں قدر مشورے دے۔

بقیہ صفحہ ۳۶۳) رحیم بخش مرحوم ریٹائرڈ سیشن جج تھے جو کشمیر کے معاملات میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔

لاہور
۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

ڈیر شیخ عبداللہ صاحب، السلام علیکم
آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے۔ مسلم کانفرنس کشمیر کے اخبار پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ بزرگان کشمیر بہت جلد اپنے معاملات سلجھا سکیں گے۔ اس بات کے لئے میں ہر لحظہ دست بدعا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کی مساعی کو بارآور کرے گا۔
لیکن جو مختلف جماعتیں سنا ہے کہ بن گئی ہیں اور ان کا باہمی اختلاف آپ کے مقاصد کی تکمیل میں بہت بڑی رکاوٹ ہوگا۔ ہم آہنگی ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام سیاسی و تمدنی مشکلات کا علاج ہے۔ ہندی مسلمانوں کے کام اب تک محض اس وجہ سے بگڑتے رہے کہ یہ قوم ہم آہنگ نہ ہو سکی اور اس کے افراد اور بالخصوص علماء اوروں کے ہاتھ میں کٹ پتلی بنے رہے۔ بلکہ اس وقت ہیں۔ بہرحال دعا ہے کہ آپ کے ملک کو یہ تجربہ نہ ہو۔
افسوس ہے کہ میں اور مشاغل کی وجہ سے کانفرنس میں شریک نہ ہو سکوں گا
امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

محمد اقبال لاہور

تحریک آزادی کشمیر تاریخ کشمیر کا ایک اہم باب ہے جس کی تفصیل اس کتاب کے موضوع کے پیش نظر خارج از بحث ہے۔ مجھے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ کشمیر کے حریت پسندوں کی راہ میں قید وبند کی صعوبتیں بھی آئیں اور تیغ و تفنگ کی اذیتیں بھی۔ پٹنے کے ایک وکیل سید نعیم الحق نے اس سلسلے میں کشمیر کی جان ودل سے خدمت کی۔ اقبال کی سید نعیم الحق کے ساتھ زعمائے کشمیر کے قید وبند کے مقدمات سے متعلق باقاعدہ خط وکتابت

رہی۔ ۲۵؍دسمبر ۱۹۳۳ء کے خط میں اقبال نے انھیں لکھا:۔ نوازش نامہ موصول ہوا جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ اگر میں کانفرنس میں شمولیت کے لئے پٹنہ آسکا تو یقیناً آپ سے ملاقات میرے لئے باعث مسرت ہوگی لیکن پٹنہ میرا آنا غیر یقینی ہے کیونکہ مجھے ممکن ہے اواخر مارچ ۱۹۳۴ء میں آکسفورڈ میں لیکچر دینے کے ایک سلسلے کے لئے انگلستان جانا پڑے۔ اور یہ ضروری ہے کہ یہ لیکچر میری روانگی سے بیشتر مرتب کر لئے جائیں۔ اگر میرا ارادہ پٹنہ آنے کا ہوا تو آپ کو مطلع کروں گا۔ کشمیر کے مسلمانوں کی امداد و اعانت آپ کا بڑا ہی کرم ہے۔ مقدمات کی تاریخیں فروری ۱۹۳۴ء میں حسب ذیل ہیں۔

" ۵ سے ۱۰ فروری تک مقدمہ سکھ چین پورا - ۱۴ سے ۱۰ فروری تک مقدمہ علی بیگ

دونوں مقدمات کی سماعت جموں میں ہوگی۔ کیا آپ دونوں مقدمات کی پیروی کے لئے تیار ہیں۔ ملک برکت علی فروری میں اپنے انتخابات میں مصروف ہوں گے۔ ہم سب آپ کی مکرر اعانت کے لئے نہایت احسان مند ہوں گے۔ اگر آپ تکلیف گوارہ فرمائیں تو مجھے فوراً بذریعہ تار اپنی آمادگی سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ ضروری کاغذات بھیج سکوں کوشش کروں گا کہ آپ کے لئے ایک مددگار مہیا کیا جائے۔ عبدالحمید صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ نے ذکر کیا تھا کہ پٹنہ کے عبدالعزیز صاحب مسلمانوں کی امداد کو ہر وقت تیار ہوں گے۔ آپ میری طرف سے ان کی خدمت میں کشمیر کے بےبس مسلمانوں کی امداد کی درخواست کیجئے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔ آپ کے تار کا انتظار رہے گا۔" اسی طرح ۱۲؍جنوری ۱۹۳۴ء کے انگریزی خط میں اقبال نے سید نعیم الحق کو لکھا:۔ "نوازش نامہ اور تار کے لئے جو کل رات موصول ہوا اور جس کا جواب آج صبح بھیجا گیا نہایت ممنون ہوں۔ آپ کی اس عنایت کا کیونکر شکریہ ادا کیا جائے کہ آپ دونوں مقدمات کی پیروی کے لئے آمادہ ہیں۔ میں اس مقدمہ کا فیصلہ اور دوسرے کاغذات آپ کو بھیج رہا ہوں جس کی تاریخ پیشی جموں میں

۱۳ر فروری کو مقرر ہوئی ہے۔

"یہ بہتر ہوگا کہ آپ ۱۲ر فروری کو جموں پہنچ جائیں۔

"دوسرے مقدمہ کے متعلق کاغذات ابھی مجھے موصول نہیں ہوئے۔ اگر کوئی دوسرا انتظام ممکن نہ ہوا تو میں کاغذات موصول ہوتے ہی۔ آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا دوسرا مقدمہ ۵ر فروری کو شروع ہوتا ہے۔ جس مقدمہ کے کاغذات میں بھیج رہا ہوں وہ پانچ چھ دن سے زیادہ نہ لے گا۔ امید ہے۔ آپ کے پاس فرصت میں اس مقدمہ کی تیاری کے لئے کافی وقت ہوگا۔

تحریر مابعد :-

کاغذات کے موصول ہونیکی اطلاع ضرور دیجئے۔ اور جموں میں پہنچنے کی اطلاع شیخ عبدالحمید صاحب ایڈوکیٹ (صدر کشمیر کانفرنس) کو دیجئے۔ اور دوسرے معاملات میں بھی انہی سے براہ راست خط وکتابت مفید ہوگی۔ م۔ ا

جیسا کہ ان خطوط سے ظاہر ہے نعیم الحق صاحب نے مذکورہ مقدمات کی پیروی بڑی تن دہی سے کی لیکن انہی دنوں میں پٹنے میں زلزلے کی قیامت نمودار ہوئی اور سید نعیم الحق کا جموں یا کشمیر آنا کسی حد تک دشوار ہوگیا۔ چنانچہ اقبال کو اس بات سے بہت تشویش ہوئی اور وہ اس کوشش میں رہے کہ لاہور ہی کے کسی وکیل کو حریت پسندان کشمیر کے مقدمے کی پیروی کے لئے آمادہ کریں۔ اس سلسلے میں آپ نے یکے بعد دیگرے مندرجہ ذیل تین خطوط سید نعیم الحق کو لکھے :-

لاہور

۲۲ر جنوری ۱۹۳۴ء

مائی ڈیر مسٹر نعیم الحق

نوازش نامہ کے لئے جو ابھی ابھی موصول ہوا سراپا سپاس ہوں۔ مجھے پٹنہ

میں دوستوں کے متعلق حد درجہ تشویش تھی۔ اور میں تار دینے ہی والا تھا کہ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوگیا۔ زلزلہ کی ہولناکی سے طبیعت پر غم و یاس کی فراوانی اور پریشان خاطری کے باوجود مقدمہ کی پیروی کی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے آپ کی ہمت و مستعدی لائق صد ہزار داد و ستائش ہے۔ مجھے میرپور کے دوسرے مقدمہ کی نقل فیصلہ تو موصول ہوگئی ہے۔ لیکن ابھی دوسرے کاغذات کا انتظار ہے۔

میں سمجھتا ہوں اس مقدمہ کی پیروی کا بار بھی آپ پر ہی ڈال دینا آپ کو حد درجہ زحمت میں مبتلا کرنا ہوگا۔ جہاں تک آپ کے مددگار کا تعلق ہے میں لاہور ہی میں کسی کو آمادہ کروں گا تاکہ وہ لاہور سے ہی آپ کے ساتھ ہو جائے یا پھر جموں میں آپ سے آن ملے۔

جموں کانفرنس آپ کی میزبان ہوگی۔ آپ شیخ عبدالحمید صاحب کو تحریر کر دیں۔ میں نے شیخ عبداللہ صاحب صدر کانفرنس سے بھی تذکرہ کر دیا ہے وہ اس وقت لاہور میں ہیں۔ لیکن جموں میں آپ کی تشریف آوری تک پہنچ جائیں گے۔ تکلیف کے لئے دوبارہ شکریہ عرض کرتا ہوں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص

محمد اقبال

(۲)

لاہور

۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء

مائی ڈیر نعیم الحق

نوازش نامہ موصول ہوا جس کے لئے ممنون ہوں۔ میں عبدالحمید صاحب

کو لکھ رہا ہوں۔ کہ مقدمہ میں درخواست التواء دے دیں۔ لیکن چونکہ اب آپ مقدمہ میں وکیل ہیں۔ بہتر یہ ہوگا کہ آپ براہ راست کشمیر ہائی کورٹ میں درخواست التواء دے دیں۔ اور وجوہ وہی تحریر کریں۔ جو آپ نے اپنے نوازش نامہ میں تحریر فرمائی ہیں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص۔ محمد اقبال

تحریر مابعد

جس وقت آپ کشمیر پہونچیں گے امید ہے کشمیر میں زبردست ایجی ٹیشن دوبارہ شروع ہو چکی ہوگی۔ محمد اقبال

(۳)

لاہور

۹ر فروری ۱۹۳۲ء

مائی ڈیر مسٹر نعیم الحق

نوازش نامہ موصول ہوا جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ جس مقدمہ کی پیروی کے لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی اس کی پیروی چودھری ظفراللہ خاں کریں گے۔ عبدالحمید صاحب نے مجھے یہ اطلاع دی ہے اور اندریں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو ہر قسم کی زحمت سے بچانے کے لئے مجھے فی الفور آپ کو مطلع کرنا چاہئے۔

چودھری ظفراللہ خاں کیونکہ اور کسی کی دعوت پر وہاں جا رہے ہیں مجھے معلوم نہیں۔ شاید کشمیر کانفرنس کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔ میں اس تمام زحمت کے لئے جو آپ برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس تمام ایثار کے لئے جو آپ گوارا فرما رہے ہیں بے حد

ممنون ہوں ۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص محمد اقبال

ان خطوط سے رہنمایانِ کشمیر کے مقدمے کے ساتھ اقبال کی دلچسپی اور ان کا دلی اضطراب اظہر من الشمس ہے ۔ اقبال نے کشمیر میں ایک جمہوری نظام لانے کے لئے خود قید و بند کی دعوت دی ہو یا نہ دی ہو لیکن جہاں تک اس تحریک کی کامیابی کے لئے جہاد بالقلم کا تعلق ہے تحریک آزادیٔ کشمیر کے تعلق سے اقبال کی خدمات کشمیر کے آسمانِ سیاست پر چاند تاروں کی طرح چمکتی رہیں گی ۔

اقبال نامہ" میں اقبال کے تین خطوط کا ذکر کرتے ہوئے شیخ عطا اللہ لکھتے ہیں :-

نامعلوم مکتوب الیہ کے نام"۔ یہ خطوط سید نعیم الحق صاحب کا عطیہ ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ عبداللہ کے نام لکھے گئے ہیں ۔ اس کی تصدیق نہیں ہو سکی ۔ میری رائے ہے کہ یہ کسی اور بزرگ کے نام لکھے ہوئے ہیں ۔ کم از کم القاب و خطاب کے پیشِ نظر میری ہی رائے اشاعت کے بعد تصدیق ہو سکے گی ۔ (مرتب)

میں اقبال نمائش کے قیام سے ذرا قبل یہ تینوں خطوط لے کر شیخ محمد عبداللہ اسد کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ انھوں نے ان تینوں خطوط کو پوری توجہ سے پڑھا اور چالیس سال قبل کے واقعات کو اپنے حافظے کی گہرائیوں میں ٹٹولنے کے بعد فرمایا کہ "یہ خطوط میرے نام نہیں ہیں ۔ میں اس زمانے میں جیل میں تھا اور خطوط کے متن سے ظاہر ہے کہ یہ تینوں خطوط ہم لوگوں کے مقدمہ ہی سے متعلق ہیں"۔ یہ تینوں خطوط جو اقبال کی تحریک آزادیٔ کشمیر کے ساتھ تعلقِ خاطر کا آئینہ ہیں ۔ تاریخوں سمیت نیچے درج کئے جا رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے کشمیر میں کوئی صاحب ان کو پڑھ کر اس نتیجے پر پہنچ سکیں کہ ان کا مکتوب الیہ کون ہے ۔[1]

---

[1] ویسے سیاق و سباق کے پیشِ نظر میری رائے یہ ہے کہ یہ خطوط کشمیر کے کسی صاحب کے (بقیہ صفحہ پر ملاحظہ ہو)

(۱)

لاہور
یکم ستمبر ۱۹۳۳ء

جناب من السلام علیکم

آپ کا تار کل مل گیا تھا جس کے لئے بہت شکریہ ہے۔ مہربانی کر کے میری طرف سے اور جملہ ممبران کشمیر کمیٹی کی طرف سے مسٹر نعیم الحق صاحب کی خدمت میں بہت بہت شکریہ ادا کریں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمانان پنجاب و کشمیر ان کی خدمت کی بہت قدر کریں گے۔ کل مجھے کشمیر سے تار آیا تھا کہ ضروری کاغذات مسٹر نعیم الحق صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیے گئے ہیں۔ تاریخ مقدمہ ۲۲ ستمبر ہے اور مقدمہ سری نگر میں ہوگا۔ شیخ عبدالحمید صدر کشمیر کانفرنس ان کو مفصل ہدایات لکھ دیں گے کہ ان کو کون سے راستے سری نگر پہنچنا چاہیئے یعنی جموں کے راستے یا راولپنڈی کے راستے دونوں راستے اچھے ہیں۔ جموں یا راولپنڈی سے موٹر پر جاتے ہیں اور راہ نہایت پر فضا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمانان کشمیر ان کا مناسب استقبال کریں گے۔ میرا یہ عریضہ مسٹر نعیم الحق کو دکھا دیجئے۔

میں براہ راست ان کی خدمت میں لکھتا مگر معلوم نہ تھا کہ وہ اس وقت پٹنہ میں ہیں یا اپنے کام کے سلسلہ میں کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے کل رات شیخ عبدالحمید صاحب کو مسٹر موصوف کے متعلق ایک مفصل خط

نام نہیں بلکہ پٹنے کے کسی صاحب کے نام ہیں۔ جو سید نعیم الحق سے قربت رکھتے ہیں۔
(ہو سکتا ہے سید نعیم الحق نے اپنی اہمیت بڑھانے کے لئے شیخ عطاء اللہ سے یہ کہہ دیا ہو کہ یہ خطوط شیخ محمد عبداللہ کے نام ہیں)

لکھ دیا ہے ۔ والسلام محمد اقبال

(۲)

جناب مولوی صاحب ۔ السلام علیکم

آپ کا خط ابھی ملا ہے ۔ میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے نعیم الحق صاحب کو آمادہ کرلیا ۔ کل شیخ عبدالحمید صاحب کا تار آیا کہ نعیم صاحب کو کاغذات بھیج دئے گئے ہیں ۔ باقی جو آپ نے کسی اور صاحب کے متعلق لکھا ہے ۔ اس کے لئے بھی آپ کا بہت ممنون ہوں ان کو بھی آمادہ رکھئے ۔ جب ان کو مدد کی ضرورت ہوگی تو میں آپ کو بذریعہ تار یا خط مطلع کروں گا ۔ اس سے پہلے بھی ایک خط آپ کی خدمت میں لکھ چکا ہوں ۔ نعیم الحق صاحب کی خدمت میں مزید شکریہ ۔ زیادہ کیا عرض کروں ۔ ۴ ستمبر کو شملہ جا رہا ہوں مولوی شفیع داؤدی سے بھی ملاقات ہوگی ۔

محمد اقبال ۔ ۲ ستمبر ۱۹۳۲ء لاہور

(۳)

جناب مولوی صاحب السلام علیکم

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے جس کے لئے بہت شکر گذار ہوں ۔ مسٹر نعیم الحق صاحب کے خط سے جو انھوں نے شیخ عبدالحمید کو لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں کشمیر اور سری نگر دو مختلف جگہیں ہیں ۔ ان کی خدمت میں عرض کریں کہ کشمیر ملک کا نام ہے اور سری نگر دارالسلطنت ہے ۔ مقدمات جو بھی ہوں سری نگر میں ہوں گے اور جہاں تک میں خیال کرتا ہوں ان کو زیادہ مدت وہاں ٹھہرنا نہ پڑے گا ۔ شیخ عبدالحمید صاحب کا خط مجھے آج آیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ سید نعیم الحق صاحب کا سفر خرچ کشمیر کمیٹی کی طرف سے

ادا ہونا چاہئے لیکن مجھے یقین ہے کہ سید صاحب موصوف اس حقیر رقم کو جو سفر خرچ کی صورت میں ان کی خدمت میں پیش کی جائے قبول نہ کریں گے اور یہ کام اللہ مسلمانوں کے لئے کریں گے۔ کشمیر کمیٹی کے پاس زیادہ فنڈ نہیں ہے ورنہ میں خود سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا۔ اس واسطے مہربانی کر کے ان کی خدمت میں عرض کریں کہ آپ بلا کسی قسم کے معاوضہ اور سفر خرچ کے یہ خدمت کریں تو اللہ کے نزدیک اجر جزیل کے مستحق ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی اور صورت میں اس کا اجر مل جائے گا۔

سید صاحب موصوف سے یہ بات طے کر کے مجھے بذریعہ تار مطلع فرمائیں تاکہ ان کی خدمت میں کاغذات ضروری بھجواؤں اور یہ بھی اطلاع دوں کہ کس تاریخ پر ان کو سری نگر پہنچنا چاہیئے۔

امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ سید صاحب موصوف کی خدمت میں میری طرف سے بہت بہت شکریہ ادا کریں۔ (مخلص محمد اقبال)

اس خط پر تاریخ درج نہیں

(بقیہ صفحہ ۱۸۴ کا) کی (تا) گرا دی، اب یہاں ای ضرورت کی آڑ لے کر دنا مت کے شروع میں (ات) جوڑ دینے کی تجویز کی ہے۔ فیاللعجب۔

(ب) والقلب ذات وجدٍ) میرے خیال میں درست یوں ہے (والقلب ذاب وجداً) یعنی دل غم کی بھٹی میں پگھلنے لگا۔

(ج) دابة الغزل: نامی پریس کے ایڈیشن میں بھی اسی طرح ہے اسکی صحیح شکل یہ ہے (من دبة الغزال) مجدالدین فیروز آبادی لکھتے ہیں (... وهو خفر الدبة كالجلسة)

(۶۶) صفحہ ۴۲۳: - الملك من تباهى من جد ٭ د جد ٭)

م: متعدد نسخوں میں (قد تباهى، یا (قد يباهي) ہے۔ تصحیح کی یہی دو شکلیں ہیں (دیکھیے دیوان حافظ: ص ۲۲۴۔ مطبوعہ فرزدینی مع حاشیہ)

(بقیہ صفحہ ۳۴۶ کا)

باہر کہ نشستی و نشد شاد دلت　　وز تو نرمید زحمت آب و گلت
با او منشین جان عزیزم زنہار　　زیرا کہ کند جان عزیزاں بجلت
گیرم کہ نماز ہائی بسیار کنی　　در روزہ دہر بیشمار کنی
تا دل نکنی ز غصہ و کینہ تہی
صد من گل بر سر یک خار کنی

ماخذ و مصادر

۱۔ فیہ ما فیہ	اردو ترجمہ	مولانا روم
۲۔ سیر الاولیا	فارسی	امیر خورد
۳۔ حسنات العارفین	"	دارا شکوہ
۴۔ روضۂ اقطاب	"	محمد بولاق
۵۔ زندگانی مولانا جلال الدین	"	بدیع الزماں فروزانفر
۶۔ کلاسیکل پرشین لیٹریچر	انگریزی	اے۔جی۔آربری
۷۔ حضرت نظام الدین اولیا	اردو	پروفیسر حبیب
۸۔ دعوت عزیمت	"	ابوالحسن علی میاں ندوی
۹۔ تاریخ مشائخ چشت	"	خلیق احمد نظامی
۱۰۔ یغما د شمارہ ۱۲-۱-۲)	فارسی	تہران ۱۳۹۳ء / ۱۹۷۴